رفیع اللہ

مضاربت اور شراکت

موجودہ معاشی نظام کو بدل کر اس کی بجائے اسلامی معاشی نظام رائج کرنے کے لیے قسم قسم کی تجاویز اور عمدہ عمدہ مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ اس معاشی نظام کا ایک بنیادی ستون سُود ہے۔ سود کو ختم کرنے کا علاج یہ بتایا جاتا ہے کہ اسلامی معاشی نظام میں بنک مضاربت کی بنیاد پر چلائے جائیں گے اس لیے سود وغیرہ کا سوال تک بھی پیدا نہ ہوگا۔ اس حد تک تو یہ بڑی اچھی بات ہے اور نیک تجویز ہے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ جو حضرات یہ نظریہ پیش کر رہے ہیں وہ خود مضاربت کی اصطلاح سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔ یہ صورت حال عام مضمون نگاروں تک محدود ہوتی تو کوئی بات نہیں تھی۔ بڑے بڑے صاحب علم مضاربت کی تشریح کرنے کرتے شراکت کا مفہوم بیان کر جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ چیز نہ مضاربت کے ذیل میں آتی ہے اور نہ شراکت میں۔ بلکہ مزید الجھن کا باعث بنتی ہے۔ ہم اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک مشہور عالم دین کی تحریر پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"جس طرح تجارت اور صنعت اور دوسرے کاروباری معاملات میں مضاربت جائز ہے .... اسلامی قانون نے تجارت، صنعت اور معاشی کاروبار کے تمام شعبوں میں آدمی کو اس بات کی کھلی اجازت دی ہے کہ وہ نفع نقصان کی شراکت کے اصول پر دوسروں کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرے۔ ایک شخص دوسرے کو اپنا روپیہ دے سکتا ہے اور طے کر سکتا ہے کہ تو اس سے کاروبار کر، نفع یا نقصان میں آدھے یا چوتھائی کا شریک ہوں۔ ایک

شخص دوسرے کو اپنا سرمایہ کسی عمارت کی شکل میں، کسی مشین یا انجن کی شکل میں، کسی موٹر یا کشتی یا جہاز کی شکل میں دے سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ تو اس کام کو کر نفع و نقصان میں میرا اتنا حصہ ہے۔"

چنانچہ وہ لوگ جو یہ دعوٰے کرتے ہیں کہ وہ اپنا کاروبار اسلامی طرز پر چلاتے ہیں۔ ان کا کاروبار ٹھیک اسی تحریر کے مطابق چل رہا ہے جس کی تفصیل اوپر دی گئی ہے۔ کسی صاحب کو اگر شک ہو تو وہ کسی ایسے اسلامی طرز پر کاروبار کرنے والے سے دریافت کر کے اپنی تسلی کر سکتے ہیں۔

مضاربت کا مفہوم بیان کرنے سے پہلے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ واقعہ بھی بیان کریں جب کہ پہلی دفعہ فقہ اسلامی میں سود کی بجائے مضاربت کے استعمال کا ذکر ہوا ہے۔ یہ استدلال قاضی ابو یوسف کا رہین منت ہے۔ احادیث میں بٹائی کو سود قرار دیا گیا ہے۔ قاضی ابو یوسف نے اس کے جواز کا فتوٰی دیا اور اس کی دلیل یہ دی

لانہ عقد شرکۃ بین المال والعمل فیجوز اعتباراً بالمضاربۃ

(ہدایہ مجتبائی جلد ۴ ص ۴۲۴)

کیونکہ یہ مال اور عمل کے درمیان شراکت کا معاملہ ہے اس لیے مضاربت کے اصول پر جائز ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ قاضی صاحب کا یہ استدلال تو ان حضرات نے اپنا لیا ہے لیکن مضاربت کے صحیح مفہوم سے واقفیت کے بغیر۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو تعریف ان حضرات نے کی اور جس کے مطابق اسلامی کاروبار چل رہا ہے اس میں بھی سود کا شائبہ باقی رہتا ہے جس کی وضاحت مضاربت کی تعریف سامنے آنے سے خود بخود ہو جائے گی۔

فقہ کی کتابوں میں مضاربت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

ہی فی اللغۃ عبارۃ عن ان یدفع شخص مالاً للآخر لیتجر فیہ علی ان یکون الربح بینہما علی ما شرطا والخسارۃ علی صاحب المال (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ جلد ۳ ص ۳۴)

یعنی لغت میں مضاربت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو اس شرط پر تجارت کرنے کے لیے مال دے کہ نفع تو (بقدر حصہ) ان میں تقسیم ہوگا لیکن نقصان کا ذمہ دار صرف صاحب مال ہوگا۔"[1]

ہم نے اوپر جو اقتباس پیش کیا ہے اس میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ صاحب تحریر نے غریب کارندہ کو بھی نقصان میں برابر کا شریک کر دیا ہے۔ حالانکہ فقہاء کے نزدیک نقصان کا ذمہ دار صرف مال کا مالک ہی ہوگا۔ اگر ہم نقصان کا ذمہ دار بھی کارندہ کو بنائیں تو کیا اس میں ان برائیوں میں ایک برائی نہیں آجاتی جن کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالے نے سود کو حرام فرمایا ہے۔

اگر سوچ بچار سے کام لیا جائے تو یہ مسئلہ خود بخود سمجھ میں آجاتا ہے۔ کوئی کام کرنے والا تب ہی کسی سے سرمایہ لے کر کام کرتا ہے جب کہ خود اس کے پاس کچھ نہ ہو۔ سرمایہ تو اس کے پاس تھا ہی نہیں نقصان کی صورت میں وہ کہاں سے اس کی تلافی کرے گا۔ شریعت میں ان تمام باتوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ ہم نے جو یہ کہا ہے کہ مضاربت کی مروجہ صورت میں سود کا شائبہ موجود ہے تو اس کی تائید خود انہی صاحب کی ایک اور عبارت سے ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں

"تجارت اور صنعت اور زراعت میں انسان محنت اور ذہانت صرف کرتا ہے اور اس کا فائدہ لیتا ہے۔ مگر سودی کاروبار میں وہ محض اپنا ضرورت سے زائد مال دے کر بلا کسی محنت و مشقت اور صرف کمال کے دوسروں کی کمائی میں شریک غالب بن جاتا ہے۔"

۱۔ مضاربت کی اس تعریف پر صرف مذاہب اربعہ ہی کا اتفاق نہیں، اثنا عشری فرقہ بھی اس سے متفق ہے۔ جناب ابوالحسن مضاربت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ

الربح بینہما والوضیعۃ علی المال (الاستبصار فیما اختلف من الاخبار للطوسی ج ۳ ص ۱۲۶)

یعنی نفع میں تو دونوں شریک ہوں گے لیکن نقصان صرف مال کا ہوگا۔

اسی لیے تو مضاربت کے متعلق فقہاء نے یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ ایک محدود اجازت ہے یعنی جوارض ایک صورت ہے عام اصول نہیں ہے اور جائز بھی اس صورت میں جب اس جیسے حالات پیدا ہوں گے۔ یعنی جب صاحب مال خود کام کرنے سے عاجز ہوگا۔ شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں:

اِنّ بالناس حاجۃً الی عقد المضاربۃ فصاحب المال قد یکون عاجزاً عن التصرف بنفسہ (المبسوط جلد ۲۲ ص ۱۷)

لوگ مضاربت میں ہر کام کرانے کے محتاج ہیں کیونکہ بعض اوقات صاحب مال خود کاروبار کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔

کام کرنے والے شخص کے اخراجات بھی سرمایہ سے پورے ہوں گے۔ اس کے بعد نفع کی تقسیم ہوگی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ونفقۃ العامل من المال فی سفرہ من طعامہ وکسوتہ وما یصلحہ بالمعروف بقدر المال (موطا امام مالک جلد ۲ ص ۸۸)

کام کرنے والے حصہ دار کا سفر خرچ مثلاً کھانا، کپڑے اور دوسری معروف چیزیں سرمایہ سے اس کی مقدار کو سامنے رکھتے ہوئے لی جائیں گی۔

یعنی ان اخراجات کے بعد اگر نفع ہوگا تو حصہ کے مطابق ان میں تقسیم ہوگا۔ لیکن اگر نقصان ہوا تو کارندہ کوئی ذمہ دار نہیں۔ وہ صاحب مال کے ذمہ پڑے گا۔ جس زمانے میں مضاربت کی اصطلاح وضع ہوئی اور بعض فقہاء کے نزدیک یہ "اذا ضربتم فی الارض" سے لی گئی ہے تو اس زمانے میں کاروبار کی صورت ہی یہی تھی کہ لوگ تجارت کے لیے دوسرے علاقوں میں سفر پہ جاتے۔ ہر آدمی تو اس سفر پر جا نہیں سکتا تھا اس لیے وہ اپنا مال کسی دوسرے شخص کے حوالے کرتے جسے اخراجات سفر کے علاوہ نفع کا ایک حصہ بھی دیتے۔

ان کی مضاربت کی تعریف شراکت پر بھی پوری طرح صادق نہیں آتی کیونکہ شراکت میں دونوں شریک سرمایہ اور کام میں بقدر حصہ شریک ہوتے ہیں۔ یعنی دو یا زیادہ اشخاص اپنا سرمایہ اکٹھا کر کے پھر کام بھی اکٹھا کرتے ہیں۔

مضاربت کی اس وضاحت کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بہت سے اسلامی طریقہ پر کاروبار کرنے والے لوگ نقصان کی صورت میں غریب کارندوں کی جائدادیں اپنے قبضہ کر لیتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے پاس رقم تو ہوتی ہی نہیں پھر یہ دیں کہاں سے۔ اور اس طرح سر چھپانے کے ٹھکانوں سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

حیرت ہے کہ سود تو ان کے نزدیک حرام عین ہے لیکن اس سے زیادہ خطرناک صورت اسلامی ہے۔ حالانکہ اسلام نے مطلقاً اس کی اجازت نہیں دی۔

انڈونیشیا

مصنفہ شاہد حسین رزاقی

جمہوریہ انڈونیشیا کا مکمل خاکہ جس میں تاریخی تسلسل کے ساتھ اس ملک کے حالات اور اہم واقعات قلمبند کیے گئے ہیں۔ اور دینی، سیاسی، معاشی و ثقافتی تحریکوں، تعلیمی اداروں، سیاسی جماعتوں۔ قومی اتحاد و استحکام کی جدوجہد۔ نئے دَور کے مسائل اور تعمیر و ترقی کے امکانات جیسے تمام اہم پہلوؤں پر اس انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے کہ انڈونیشیا کے ماضی و حال اور مستقبل کا نہایت واضح نقشہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔ قیمت قسم اول ۹ روپے، قسم دوم ۷ روپے

ملنے کا پتہ:

سکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور